THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.2, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

تفسیر الیاقوت والمرجان اور تفسیر فتح الرحمٰن کے اسلوب کا تقابلی جائزہ

COMPARATIVE ANALYSIS OF *TAFSEER AL-YAQOOT WAL-MARJAAN* AND *TAFSEER FATH AL-RAHMAN*

سید سلیم اللہ خان[I]　　پروفیسر ڈاکٹر کریم داد[II]

Abstract

The tafsīr of the Holy Qur'an stands as a monumental achievement within the scholarly heritage, where Exegetes across different periods have appropriated this source of divine beneficence, utilizing their intellectual and technical competencies proportionate to their abilities. Indeed, Pashto, like other major languages, possesses a rich exegetical heritage. Among in these exegeses, two important exegeses belong to Pashtun commentators from the Bajaur region, who spent their entire lives interpreting the Holy Quran. The article presents a comparative analysis of the exegetical styles of Al-Yaqoot wal-Marjan by Maulana Qazi Abdul Ghafoor and Tafsir Fath al-Rahman by Maulana Abdul Jabbar. Moreover, this is not merely a stylistic divergence but an intellectual guidence, one that provides its readers with access to the Qur'anic exegesis through distinct interpretive pathways. On the other side, Fath al-Rahman emerges as Maulana Abdul Jabbar's notable exegetical gift, embodying simplicity and brevity while ensuring accessibility for the common reader. Neither tafsīr's scholarly value can be overlooked.

Key words: Holy Quran, tafsīr, Qazi Abdul Ghafoor, Maulana Abdul Jabbar,Bajaur, Style

تعارف

قرآن مجید کی تفسیر علمی روایت کا وہ شاہکار ہے جہاں ہر عہد کے مفسرین نے اپنے فکری اور فنی سرمائے سے اس چشمہ فیض میں اپنی بساط کے مطابق سیر اب کیاہے۔دیگر زبانوں کی طرح پشتوزبان کا دامن بھی تفسیری سرمایہ سے بھرا پڑاہے۔ذخیرہ تفاسیر میں دواہم تفاسیر علاقہ باجوڑ سے تعلق رکھنے والے پشتون مفسرین کا بھی ہے جنہوں نے اپنی پوری زندگی قرآن مجید کی تفسیر کرنے میں صرف کی ہے۔مولانا قاضی عبدالغفورؒ کی الیاقوت والمرجان اور مولانا عبدالجبار کی تفسیر فتح الرحمٰن ہے جن کا اس آرٹیکل میں تفسیری اسلوب کا تقابلی جائزہ لیاگیاہے۔نیز یہ محض اسلوبی تفریق نہیں بلکہ ایک فکری سفر ہے جو قارئین کو تفسیر کے دو مختلف دریچوں سے قرآن کے انوار تک رسائی فراہم کرتاہے۔قاضی عبدالغفورؒ کی تفسیر اپنے نام کی طرح درخشاں اور گراں قدر ہے جس میں آپؒ نے لغوی، فقہی اوراستدلالی رنگ کو ترجیح دی ہے۔آپؒ کا اسلوب دلائل کی فراوانی، فقہی نکات کی لطافت اور قاری کو بالمشافہ شرعی حکم تک پہنچانے کی وضاحت پر مبنی ہے۔تودوسری جانب تفسیر فتح الرحمٰن مولانا عبدالجبار کا قلمی تحفہ ہے جوسادگی ،اختصار اوراثرپذیری کا اعلیٰ نمونہ ہے جوعام قاری کو بھی سادہ اورعام فہم انداز کے ساتھ قرآن مجید کے مفاہیم سے ہم آہنگ کرتاہے۔کسی بھی حیثیت سے کسی ایک تفسیر کی اہمیت سے انکار نہیں کیاجاسکتا۔

مولانا قاضی عبدالغفورؒ کی حالت زندگی

پیدائش

مولانا قاضی عبدالغفور بن مولانا عبدالصمد بن عبدالشکور یکم مئی 1928ء بروز منگل کورحمتیؒ نامی علاقہ میں پیداہوئے۔ان کے اباواجداد آگرہ ملاکنڈ ایجنسی سے ضلع باجوڑ تشریف لائے تھے[1]۔

I　پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

II　چیئرمین ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

علمی گھرانے سے وابستگی

قاضی کے والد بزرگوار اپنے زمانے میں صدق اور علمی ذخیرے کی بنا پر شہرت یافتہ تھے۔ جب بھی عوام الناس میں کوئی تنازعہ ہوتا تو اس کی حل کے لیے لوگ آپ کی طرف رخ کرتے۔ جب قاضی صاحب کے والد مولانا عبد الصمدؒ منگوما نوڈھیری میں رہائش پذیر تھے تو اس نوابِ دیر کے قاضیوں میں ایک قاضی القضاۃ مولانا محمد اعظمؒ بھی تھے۔ جو اس وقت کے علماؤں کا سرخیل سمجھا جاتا تھا۔ جب کسی فریق کو اپنے فیصلہ کے متعلق ابہام ہوتا تو وہ تصدیق و تسلی کے لیے قاضی مولانا محمد اعظمؒ کے پاس جاتے اور وہ فیصلہ کے متعلق تصدیق یا تردید فرماتے۔ لیکن جب آپ کے پاس مولانا عبد الصمدؒ کا فیصلہ نظر ثانی کے لیے جاتا تو آپ وہی فیصلہ برقرار رکھ کر فرماتے کہ مولانا عبد الصمدؒ کے فیصلے کی شکایت نہ کرنا، کیونکہ ایک طرف وہ صادق اور امین ہیں تو دوسری طرف شرعی و دینی امور میں دسترس کے حامل ہیں[2]۔

دینی علوم کی تحصیل

ابتدائی دینی تعلیم اپنے گھرانے سے حاصل کی اور پھر علوم دینیہ میں دسترس حاصل کرنے کے لیے مختلف درجات میں مختلف اساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا شرف حاصل کیا۔ لیکن زیادہ تر کتب دارالعلوم حقانیہ سیدو شریف سوات میں پڑھیں۔ جن میں النحو، منطق، حکمت، عقائد، ریاضی، ادب، فقہ، اصول فقہ، میراث، قراءت، صحاح ستہ وغیرہ شامل ہیں۔

اساتذہ کرام اور سندِ فراغت

مولانا موصوفؒ نے جن اساتذہ کرام سے کسب فیض کیا ہے، جن میں مولانا سید میر جان صاحب المعروف دوغز شاہ قاضی صاحب، مولانا خان بہادر المعروف مارتونگ باباجیؒ، شیخ التفسیر مولانا محمد عبد الجبارؒ، مولانا محمد نذیر صاحب، شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ اور مولانا عبد الحلیم صاحب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ آپ 10 شعبان المعظم 1375ھ / 23 مارچ 1956ء کو فارغ التحصیل ہوئے۔

فراغت کے بعد تدریسی زندگی

فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے خیبر پختونخوا کے مختلف مدارس میں تدریسی خدمات دی ہیں۔ ان میں جامعہ اشرفیہ پشاور، نستہ، چارسدہ، سعادت العلوم طورو، رستم، وغیرہ شامل ہیں۔ اور بالآخر باجوڑ تشریف لے گئے اور وہاں سکونت اختیار کی۔ جار کے علاقے میں ایک جامعہ کی بنیاد رکھی جس کا نام الجامعہ دارالعلوم تعلیم القرآن جار ہے۔

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تقرر اور اس کا پس منظر

مولانا موصوف لکھتے ہیں کہ مولانا عبد الحق صاحبؒ نے مجھے خط بھیجا کہ آپ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تدریس کے لیے تشریف لائے۔ لہٰذا جب میں جامعہ اکوڑہ خٹک پہنچ کر مولانا عبد الحق صاحبؒ سے ملاقات کی۔ لیکن واسکٹ اور پکول پہنے ہوئے میرا حلیہ عالموں والا جیسا نہیں تھا تو دیکھنے کے بعد مولانا صاحبؒ کے مزاج میں تبدیلی آئی ہے۔ لیکن جب رات کو ان کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو ہوئی جس سے انہیں شاید میری علمی قوت کا اندازہ ہو گیا تو وہ بے حد خوش ہو گئے۔ نقشہ بنایا گیا، لیکن بد قسمتی سے جو کتابیں میری تدریس میں تھیں ان کتابوں میں طلبہ کی تعداد زیادہ تھی۔ تو دیگر مدرسین نے میرے خلاف پروپیگنڈا کیا کہ یہ مدرسہ پر قبضہ کرے گا، اس لیے مولانا صاحب نے مجھے بیٹھا کر سمجھایا کہ آپ پریشان نہیں ہونا لیکن یہ مدرسین آپ کے خلاف ہیں اور میرے مدرسے کو نقصان پہنچاتے ہیں اس لیے اب مصلحت اس میں ہے کہ آپ کہیں اور جگہ تشریف لے جائیں[3]۔

تصنیفی خدمات

مشاغل کی کثرت اور عدم وسائل کی وجہ سے قاضی صاحبؒ کی زندگی میں کوئی کتاب منظر عام پر نہیں آئی، البتہ ان کے مخطوطات اور تقاریر موجود ہیں۔

أ. **تقریر حمد اللہ:** یہ مولانا نذیر احمد چکیسریؒ کے افادات سے لکھی ہے جو پشتو زبان میں ہے۔

ب. **تقریر حاشیہ حمد اللہ:** یہ مولانا خان بہادر المعروف مارتونگ باباؒ کے افادات سے لکھی گئی تقریر ہے۔ عربی زبان میں ہے اور لکھائی بہت اچھی اور خوبصورت ہے۔

ت. **تقریر حاشیہ میر زاہد:** یہ بھی مولانا خان بہادرؒ المعروف مار تونگ باباؒ کے افادات سے لکھی گئی تقریر ہے یہ تقریر قاضی صاحبؒ نے 1375ھ میں بمقام مار تونگ میں لکھی ہے۔ یہ بھی عربی زبان میں ہے۔

ث. **تقریر حاشیہ خیالی وشرح العقائد:** یہ بھی مار تونگ بابا کے افادات سے لکھی گئی تقریر ہے جو قاضی صاحبؒ نے سوات میں 1372ھ میں لکھی ہے یہ بھی عربی زبان میں ہے۔

ج. **تقریر قاضی منہ:** یہ تقریر بھی عربی زبان میں لکھی گئی ہے۔

ح. **تقریر سلم العلوم:** یہ عربی زبان میں ہے۔

خ. **تقریر حاشیہ صدرا:** یہ تقریر قاضی صاحبؒ نے مولانا نذیر احمد چکیسریؒ کے افادات سے لکھی ہے اور پشتو زبان میں ہے۔

د. **تقریر شرح مواقف:** یہ بھی پشتو زبان میں ہے۔

ذ. **تقریر قاضی مبارک:** یہ بھی عربی زبان میں ہے۔

ر. **الیاقوت والمرجان من مشکلات القرآن:** یہ تقاریر اور مخطوطات قاضی صاحبؒ کے بیٹے مولانا ضیاء الدین کے ساتھ موجود ہیں[4]۔

الغرض قاضی کی زندگی کی قیمتی سرمایہ الیاقوت والمرجان من مشکلات القرآن ہے جو تاحال مخطوط شکل میں صرف ان کے اہل کے دستیاب ہے۔

قاضی عبد الغفور کا بیانِ اسلوب

تفسیر الیاقوت والمرجان کا اسلوب سادہ اور عام فہم نہیں بلکہ مشکل ہے۔ نیز مشکل مباحث کی وضاحت کے لیے مزید قوی مباحثوں کا سہارا لیا گیا ہے۔ نیز عام قاری کی سمجھ یہ تفسیر بالا ہے۔ یہاں تک کہ اپنی تفسیر میں تحقیقی مباحث کثرت سے جمع کیے گئے ہیں۔ مجموعی طور پر مولانا کا یہ تفسیر خواص کے لیے لکھا ہے جنہیں عربی زبان اور تفسیر پر کافی مہارت حاصل ہے۔ اس تفسیر کو اگر تفسیر قرطبی کا ترجمہ کہا جائے تو بے جا نہیں ہو گا کیونکہ جو فقہی اور مشکل مباحث مفسر قرطبی نے ذکر کیے ہیں، بالکل اسی طرح قاضی صاحب نے بھی اس کا اتباع کیا ہے۔ ذیل کے سطور میں قاضی صاحب کے اسلوبِ بیان سے متعلق چند مثالیں پیش خدمت کی جاتی ہیں۔

مثال اول

تفسیر الیاقوت والمرجان دیگر پشتو تفاسیر کی بنسبت علمی اور تحقیقی تفسیر ہے جس میں مفسرؒ کا یہ عمومی اسلوب رہا ہے کہ موضوع پر تفصیلی انداز میں بحث کرتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الفاتحہ کے اسماء کے متعلق آپؒ فرماتے ہیں کہ سورۃ الفاتحہ کے بہت سے اسماء ہیں اور کثرتِ اسماء مسمیٰ کے شرافت پر دلالت کرتا ہے[5]۔ جن میں مشہور اسماء یہ ہیں:

1. **الفاتحہ:** فاتحہ فتح سے ہے اور فتح کھولنے کو کہا جاتا ہے۔ اسی سے بھی اللہ کا رحمت قرآن کریم پڑھنے والوں کے لیے کھل جاتی ہے[6]۔
2. **سورۃ الحمد:** حمد ثناء اور صفت کو کہا جاتا ہے چونکہ اس سورۃ میں بھی اللہ تعالیٰ کا حمد وثنا بیان ہوئی ہے، اس لیے اسے بھی سورۃ الحمد کہا جاتا ہے[7]۔
3. **سورۃ الصلوٰۃ:** یہ چونکہ ہر رکعت میں حکماً یا حقیقۃً پڑھی جاتی ہے، اس لیے اسے سورۃ الصلوٰۃ کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: «مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ، فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ[8]» جب امام قراءت کرتا ہے تو یہ حقیقۃً ہوا اور مقتدی کا حکماً ہوا۔
4. **سورۃ الشفاء:** سورۃ الفاتحہ کو سورۃ الشفاء اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے سے ظاہری اور باطنی امراض دفع ہو جاتے ہیں[9]۔
5. **سورۃ الرقیۃ:** سورۃ الفاتحہ کو سورۃ الرقیۃ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ دم کرنے والا سورۃ ہے۔ سیدنا اَبو سعید خدریؓ اور اس کے ساتھی ایک طرف چلے گئے، جہاں ایک شخص کو بچھونے ڈسا تھا۔ آپؓ نے اسے سورۃ الفاتحہ سے دم کیا تو وہ صحت یاب ہوا اور انہیں دم کے عوض میں بھیڑ بکریوں سے نوازا[10]۔
6. **سورۃ الکافیۃ:** یعنی پورہ ہونے والا، سورۃ الفاتحہ بھی عمل کے لیے کافی ہے، اس لیے اسے سورۃ الکافیہ بھی کہا جاتا ہے[11]۔
7. **سورۃ الواقیۃ:** سورۃ الفاتحہ کو واقیۃ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ انسان کو جہنم کے عذاب سے بچاتا ہے لیکن جب انسان کے مضامین پر عمل کرتا ہو[12]۔
8. **سورۃ الکنز:** سورۃ الفاتحہ کو کنز اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ یہ علوم کا خزانہ ہے۔
9. **سورۃ الوافیۃ:** چونکہ بلحاظ مضامین مکمل سورۃ ہے اس لیے اسے وافیۃ کہا جاتا ہے[13]۔

10. **سورۃ سبع المثانی:** چونکہ اس سورۃ میں سات آیات ہیں جو بار بار مکرر ہوتے ہیں[14]۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ سات آیات ہیں اور اس کے مضامین قرآن کریم میں بار بار مکرر ہوتے ہیں۔

11. **سورۃ اساس القرآن:** سورۃ الفاتحہ کو اساس القرآن اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ قرآن مجید کی بنیادی سورۃ ہے[15]۔

12. **سورۃ تعلیم المسئلۃ:** اس سورۃ کو تعلیم المسئلہ بھی کہا جاتا ہے یعنی اس میں اللہ تعالیٰ نے سوال کرنے کا طریقہ سکھایا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ پہلے اللہ کے صفات، پھر اپنی عاجزی کا تذکرہ اور پھر دعا مانگا جائے۔ جیسا کہ یہاں پر اللہ کے صفات یعنی رب، رحمٰن، رحیم اور مالک یوم الدین ذکر ہیں، پھر عاجزی یعنی **إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** اور آخر میں دعا یعنی **اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ** کا تذکرہ ہے[16]۔

13. **سورۃ اُم القرآن** سورۃ الفاتحہ کو اُم القرآن اس لیے کہا جاتا ہے کہ اُم اصل کو کہا جاتا ہے اور یہ بھی قرآن کا اصل ہے[17]۔

دوسری مثال

مفسرؒ نے چونکہ تفسیر تحقیقی انداز میں مرتب کیا ہے۔ اس لیے اس تفسیر میں اختصار کی بجائے تفصیل سے کام لیا گیا ہے۔ جس میں الفاظ کی مصداق میں مفسرین کا اختلاف ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ رب العالمین کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرؒ بیان کرتے ہیں کہ عالمین عالم کی جمع ہے اور اس کی مصداق میں مفسرین کا اختلاف ہے۔

- امام رازیؒ فرماتے ہیں **فَهُوَ كُلُّ مَا سِوَى اللَّهِ تَعَالَى وَهُوَ الْعَالَمُ**[18]. اللہ تعالیٰ کو عالم اس لیے کہا جاتا ہے کہ عالم مایعلم بہ کو کہتے ہیں اس لیے کہ علم عالم سے اللہ کے ذات اور صفات پر لازم ہوتی ہے۔ عالم بروزن قالب ہے اور قالب مایقلب بہ کو اور خاتم مایختم بہ کو کہا جاتا ہے۔
- قتادہؒ فرماتے ہیں **وَهُوَ كُلُّ مَوْجُودٍ سِوَى اللَّهِ تَعَالَى**[19] یہی قول امام رازیؒ نے بھی نقل کیا ہے[20]۔
- حسین بن فضلؒ فرماتے ہیں **أَهْلُ كُلِّ زَمَانٍ عَالَمٌ**[21] جیسا کہ قرآن میں ہے **أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ**[22]۔
- عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انس و جن کو عالم کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے **لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيراً**[23] لہٰذا پیغمبر انس و جن کے لیے نذیر ہے۔ عالم وہ ہے **الْمُرْتَزِقُونَ**[24] جسے اللہ رزق دیتا ہے جس میں بہائم بھی داخل ہے۔
- ابو عمر بن لیلیٰؒ کہتے ہیں کہ عالم ملائک کو کہتے ہیں[25]۔
- عبداللہ بن عباسؓ کا دوسرا قول یہ ہے **كُلُّ ذِي رُوحٍ دَبَّ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ**[26].
- اِمام فراءؒ نے نقل کیا ہے کہ عالم چار چیزوں سے عبارت ہے (۱) انس (۲) جن (۳) ملک (۴) شیاطین[27]۔

تیسری مثال

مفسرؒ کو اللہ تعالیٰ نے خداداد تفسیری صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ اگر کہا جائے کہ آپ نے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے تو مبالغہ آرائی نہیں ہو گا۔ کیونکہ ایک لفظ کی تحقیق میں آپ مختلف پہلوؤں کو سامنے لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یعنی لفظ کی معنی، محکم اور متشابہ کی نشاندہی، متشابہ کی اقسام کی وضاحت اور فقہی مسالک کی وضاحت کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ آپؒ نے الم کی تفسیر بیان فرمایا ہے کہ اٗ :اللّٰہ أَعْلَم بِمُرَادِهِ[28]. قرآن کے دو قسم آیات یعنی محکم اور متشابہ ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے **هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ**[29]

محکمات سے مراد ایسی آیات ہیں جس کی معنی و مفہوم ظاہر ہو[30] جبکہ متشابہات سے مراد وہ آیات ہیں جس کی معنی و مراد معلوم نہ ہو[31]۔

پھر متشابہات کی دو قسمیں ہیں:

اَ. وہ متشابہ جس کا لغوی معنی معلوم ہو جیسے **يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ**[32] ید کا معنی اعضاء مخصوص ہے جبکہ اس کا مراد معلوم نہیں کہ اس ید سے اللہ کا مراد کیا ہے؟

ب. وہ متشابہ جس کا نہ لغوی معلوم ہو اور نہ ہی مطلب و مراد جیسے حروف مقطعات جو مختلف سورتوں کے ابتداء میں ذکر ہوئے ہیں۔ جیسے الم، المص، المر وغیرہ۔

- احناف کا مسلک یہ ہے کہ متشابہات کے معنی کے تلاش میں نہ لگو بلکہ اس کا مطلب اللہ کے علم میں ہے۔

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

- شوافع حضرات متشابہات کے معنی کے طلب کرتے ہیں۔ لیکن وہ معنی مراد نہیں ہوتی جیسا کہ شوافع ید کے معنی قدرت اور نعمت سے کرتے ہیں، تا کہ زنادقہ اسے غلط معنی پر محمول نہ کرے۔ اس لیے کہ وہ کہے کہ ید اعضاء مخصوصہ کو کہا جاتا ہے اور جس کے لیے عضو ہو تو اس کے لیے جسم بھی ہوگا تو نعوذ باللہ اللہ کے لیے جسم ثابت ہوا۔

مولانا محمد عبد الجبار باجوڑیؒ کا تعارف

تاریخ پیدائش

مولانا محمد عبد الجبار بن مغل خان بن عمرا خان بن عبد الرحیم بن محمد محمد سلیم باجوڑی 1945ء قبائلی علاقہ باجوڑ کے مضافاتی گاؤں لوئی موموند و کے علمی اور مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ علمی اور جدی پشتی علماء خاندان کی تعلق کی وجہ سے دنیاوی مصروفیات کی بجائے حصول علم کی طرف توجہ متوجہ ہوئے[33]۔

ابتدائی تعلیم

مولانا صاحب نے محض چھ برس کی عمر میں ناظرہ قرآن پڑھانے کے بعد ابتدائی کتب جیسے خلاصہ کیدانی، منیہ، مختصر القدوری وغیرہ اپنے والد ماجد اور دیگر اساتذہ سے پڑھنے کا شرف حاصل رہا۔ جب آپ کو سرکاری سکول میں داخلہ دلوایا گیا تو آپ نے اسی عرصے میں پشتو اور فارسی خط و کتابت، خوش نویسی، گلستان، پنج گنج، بوستان سعدی اور مراسلات جیسی کتب اپنے چچا محترم حاجی مرزا فضل احد سے پڑھیں جو حکومتِ افغانستان کی طرف پشتو اور فارسی کے معلم تھے۔ نہایت ہی ذہین وفطین تھے جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ آپ ہر جماعت میں اول آتے تھے[34]۔

درس نظامی کی تحصیل

جب مولانا صاحب نے ابتدائی کتب پڑھیں تو علمی پختگی کے لیے انہیں مستقل درس نظامی میں داخلہ کی ضرورت پڑی۔ لیکن بدقسمتی سے اُس وقت باجوڑ میں درس نظامی کی معقول انتظام نہیں تھا، اس لیے آپ رختِ سفر باندھ کر پشاور کا انتخاب کیا جہاں آپ نے جامعہ اشرفیہ، پشاور، مدرسہ اشاعت التوحید والسنۃ کریم پورہ، پشاور جامعہ قاسمیہ پشاور اور جامع مسجد گلاب خانہ پشاور میں وقتاً فوقتاً علم حاصل کیا۔ درس نظامی کے مختلف کتب پڑھنے کے ساتھ ساتھ آپ نے ترجمہ و تفسیر قرآن کا بھی باقاعدگی سے اہتمام فرمایا۔ لہٰذا تفسیر کے شعبہ میں مہارت حاصل کرنے کی غرض سے شعبان اور رمضان کے چھٹیوں میں سیکھنے کا عزم کیا۔ اسی طرح آپ نے سب سے پہلے مولانا حیاء الدین باجوڑی، مولانا محمد عزیز باجوڑی اور شیخ القرآن مولانا محمد طاہر پنج پیریؒ سے دار القرآن پنج پیر صوابی میں ترجمہ و تفسیر القرآن کا اہتمام کیا[35]۔

سند فراغت

درس نظامی کی تکمیل کے لیے آپ نے شیخ القرآن مولانا محمد طیب پنج پیریؒ کے ارشاد کے موافق 1388ھ کو جامعہ رحمانیہ خوشحال گڑھ ملاکنڈ ایجنسی کا انتخاب کیا، جہاں پر مولانا موصوف نے پہلے دورہ صغری اور پھر دورہ حدیث میں داخلہ لیا اور شیخ الحدیث مولانا عنایت الرحمٰن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کا شرف حاصل کر کے 8 شعبان 1390ھ کو سند فراغت سے نوازے گئے اور یوں علمی سفر اپنی اختتام کو پہنچا[36]۔

الجامعہ دار العلوم تعلیم القرآن جار کی بنیاد

مارچ 1974ء / صفر المظفر 1394ھ میں قاضی صاحبؒ نے اس مدرسہ کی بنیاد رکھی، ضلع باجوڑ میں قاضی صاحب کے مدرسے کو ام المدارس کہا جاتا ہے، جس طرح اس مدرسے کو تقدم زمانی حاصل ہے اسی طرح اس کو تقدم رتبی بھی حاصل ہے، تقدم رتبی مفت میں نہیں بلکہ قاضی صاحبؒ کے اخلاص، اور قابلیت اور محنت کا نتیجہ ہے۔

علمی خدمات

چونکہ مولانا صاحب کے وقت میں باجوڑ میں درس نظامی کی کوئی معقول انتظام نہیں تھا، اس لیے آپ نے فراغت کے بعد سب سے پہلے اس مسئلے کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ 24 ذوالحجہ 1390ھ کو دار العلوم تعلیم القرآن للبنین کا بنیاد رکھا گیا جہاں آپ نے خود تقریباً انیتس برس تدریس کا شرف حاصل کیا۔ پھر اس کے بعد یکے بعد دیگرے جامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات اور جامع مسجد صدیق اکبر ترخو باجوڑ کے بنیاد آپ ہی کے دست سے رکھے گئے۔

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

چونکہ مولانا موصوفؒ نے پوری زندگی فہم قرآن کے لیے وقف کی تھی تاکہ خواص کے ساتھ ساتھ عوام بھی اس سے مستفید ہو سکے۔اسی غرض کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ نے فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن و تفسیر القرآن کے نام سے پشتو زبان میں عام فہم ترجمہ و تفسیر کا اہتمام کیا۔آپ ہی کی زندگی کے قیمتی اثاثوں میں قیمتی سرمایہ آپ کا تفسیر ہی ہے۔

مولانا عبد الجبار باجوڑی کا بیانِ اسلوب

تفسیر کا زبان کی طرح اسلوب بھی نہایت سادہ، سلیس اور عام فہم ہے۔مشکل مباحث سہل انداز میں بیان کیے گئے ہیں کہ عام قاری بھی مفہوم سے آگاہ ہو جاتا ہے۔یہاں تک کہ اپنی تفسیر میں تحقیقی مباحث نہیں لکھے گئے ہیں۔مجموعی طور پر مولانا موصوف نے یہ تفسیر خاص ان لوگوں کے لیے لکھا ہے جنہیں عام فہم تعارفِ قرآن کی ضرورت ہو۔یعنی وہ لوگ جو قدیم اور ضخیم عربی و اردو تفاسیر سے کماحقہٗ استفادہ نہیں کر سکتے تھے، ان کے لیے یہ تفسیر لکھی گئی ہے[37]۔ذیل میں مولانا صاحب کے بیانِ اسلوب کے چند مثالیں دی جاتی ہیں۔

مثال اول

قرآنی آیات کی تفسیر کرتے وقت مفسر نہایت مختصر اور سادہ فہم الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں تاکہ ایک عام پشتو قاری بھی اس کماحقہٗ استفادہ حاصل کریں اور علمی پختگی کے لیے دیگر تفاسیر کا مطالعہ کر سکے۔جیسے کہ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ[38] کے متعلق لکھتے ہیں کہ ہر وہ جانور جس پر سوائے اللہ کے نام پکارا جائے، حرام ہے۔نیز أُهِلَّ اہلال سے ہے جس کا معنی ہے آواز بلند کرنا۔اس کی مزید وضاحت کے لیے مولانا نے تفسیر کبیر، تفسیر مدارک، تفسیر قرطبی، تفسیر شوکانی اور تفسیر معارف القرآن میں متعلقہ مسئلہ کی وضاحت سے تفسیر فرمایا ہے کہ وہ جانور اور چیز بھی حرام ہیں جنہیں اللہ کے نام کے بدوں شہرت دی جائے[39]۔

مثال دوم

قرآنی آیت کی وضاحت کے لیے مفسر دیگر آیات کریمہ سے استشہاد کرتے ہیں تاکہ قاری کو فی الفور متعلقہ مسئلہ میں کوئی ابہام باقی نہ رہے۔جیسا کہ ارشاد ہے إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ[40] یعنی جن لوگوں نے ایمان کے بعد کفر اختیار کیا اور پھر کفر میں زیادت اختیار کی تو ان کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہو گی۔مفسرؒ اس کے ساتھ اس کا بھی اضافہ کرتا ہے کہ ابو بکر رازیؒ دفع سوال کی صورت میں تین جوابات دیئے ہیں۔جن میں تیسرا جواب یہ ہے کہ موت کے وقت کافروں کا توبہ قبول نہیں ہو گا۔نیز یہی مسئلہ سورہ انعام 158، سورہ یونس آیت 90 اور سورہ مؤمن آیت 58 بھی ذکر ہے[41]۔

مثال سوم

قرآنی آیت کی وضاحت کے لیے کبار صحابہ کرام کی اقوال سے وضاحت کرنا مفسر کا اسلوب رہا ہے۔جیسا کہ حم السجدہ کی آیت إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا[42] یقیناً جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر قائم رہے کے متعلق لکھتے ہیں کہ اسْتَقَامُوا کے متعلق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا جائے۔اس کی تفصیل کے لیے تفسیر قرطبی، تفسیر روح المعانی، تفسیر مدارک، تفسیر ابن کثیر، تفسیر سراج المنیر، تفسیر جواہر القرآن اور تفسیر الہام الرحمٰن کی طرف مراجعت کی جائے[43]۔

تقابلی جائزہ

- تفسیر الیاقوت والمرجان دیگر پشتو تفاسیر کی بنسبت علمی اور تحقیقی تفسیر ہے جس میں مفسرؒ کا یہ عمومی اسلوب علمی اور تحقیقی رہا ہے کہ وہ موضوع کے متعلق صرف اجمال پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ تفصیلی انداز میں بحث کرتے ہیں۔جیسا کہ سورۃ الفاتحہ کے اسماء کے متعلق آپؒ فرماتے ہیں کہ سورۃ الفاتحہ کے بہت سے اسماء ہیں اور اس ضمن میں آپ نے تقریباً تیرہ اسماء اور اس کی وجوہ تسمیہ ذکر کیا ہے۔جب کہ تفسیر فتح الرحمٰن میں مصنف نے مفسر نے نہایت مختصر اور سادہ فہم الفاظ کا انتخاب کیا ہے جس کا مقصد قاری کو فی الفور فائدہ پہنچانا ہے۔نیز علمی پختگی کے لیے آپ نے قارئین کو دیگر منتخب تفاسیر کے مطالعہ کی طرف مراجعت بھی فرمائی ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.2, 2026

- الیاقوت والمرجان میں مفسرؒ نے اختصار کی بجائے تحقیق سے کام لیا گیا ہے۔یعنی وہ مختصر پشتو معانی اور تفسیر پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ جب کسی لفظ کی کھوج میں نکلتا ہے تو قارئین کے سامنے بیک وقت مختلف چیزوں کا ذکر کرتا ہے۔جیسا کہ لغوی وضاحت، مفسرین کا اختلاف اور مفسرین کے اقوال نقل کرتے ہیں۔جبکہ تفسیر فتح الرحمٰن میں مفسر صرف قرآنی آیت کی وضاحت کے لیے دیگر آیات کریمہ سے استشہاد کرتے ہیں تاکہ قاری کو فی الفور متعلقہ مسئلہ میں کوئی ابہام باقی نہ رہے اور موضوع ختم کر دیتا ہے۔
- قاضی عبدالغفورؒ کو اللہ تعالیٰ نے خداد تفسیری صلاحیتوں سے نوازا تھا۔اس وجہ سے آپؒ جب کسی آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہیں تو معنی کے ساتھ ساتھ آیت کا محکم یا متشابہ کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔نیز اگر آیت متشابہ ہو تو اس کی دیگر اقسام کی بھی وضاحت فرماتا ہے۔اسی طرح اُس آیت کے متعلق فقہی مذاہب کی تفصیلی انداز میں وضاحت فرماتے ہیں اور اگر کہیں ضرورت ہو تو وہ فرقِ باطلہ پر بھرپور انداز میں رد کرتے ہیں۔جبکہ مولانا عبدالجبار تفسیر فتح الرحمٰن میں قرآنی آیت کی وضاحت کے لیے کبھی کبھار ایک یا دو کبار صحابہ کرام کی اقوال سے وضاحت کر کے معاملہ ختم کر دیتا ہے اور تفصیل میں بالکل نہیں جاتا۔

خلاصہ بحث

مولانا قاضی عبدالغفورؒ اور مولانا عبدالجبارؒ دونوں کا شمار باجوڑ کے ممتاز علماء اور اپنے دور کے سرخیل مفسرین میں ہوتا ہے۔قاضی صاحب یکم مئی 1928ء کو جبکہ مولانا عبدالجبار 1945ء میں پیدا ہوئے۔دونوں حضرات نے ابتدائی تعلیم کے بعد ملک کے ممتاز مدارس کی طرف علمی اسفار کیے ہیں۔جن باتوں میں دونوں مشترک ہیں ان میں پنج پیر کے علمی شخصیت شیخ القرآن مولانا محمد طاہر پنج پیری کے سامنے زانوائے تلمذ تہہ کرنا، آپؒ سے بالاستیعاب ترجمہ و تفسیر کا اہتمام کرنا، کئی مدارس و مساجد کا سنگ بنیاد رکھنا، تاحیات قرآنی علوم کی ترویج اور نشر و اشاعت میں گزارنا، عوام الناس کو فائدہ پہنچانا اور اپنی اپنی بساط کے مطابق قرآن مجید کا تفسیر لکھنا شامل ہے۔ہاں البتہ ہر کسی کی سوچ اور علمی سطح مختلف ہوتی ہے، اس لیے قاضیؒ کی تفسیر الیاقوت والمرجان کا شمار ضخیم تفاسیر میں ہوتا ہے جبکہ مولانا عبدالجبار کی تفسیر فتح الرحمٰن سلیس، مختصر اور عام فہمی میں بے مثال تفسیر ہے۔اللہ تعالیٰ ان دونوں شیوخ کے اس علمی کارنامے کو ان کے لیے بالخصوص اور دیگر مسلمانوں کے لیے بالعموم ذریعہ مغفرت بنادیں۔
آمین

حواشی و حوالہ جات

---

1 ماہنامہ التوحید والسنۃ، پنج پیر، صوابی، ربیع الاول 1441ھ/نومبر 2019ء

2 انٹرویو: مولانا محمد اعجاز، ایم فل ریسرچ سکالر، شعبہ اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ، جنوری 2025ء

3 انٹرویو: مصباح الدین، بمقام، کولالہ تنگے، تحصیل اتمان خیل، ضلع باجوڑ، 25 مارچ 2023ء

4 انٹرویو: مولانا ضیاء الدین، بمقام دارالعلوم تعلیم القرآن جار باجوڑ، 8 اپریل، 2019ء

5 امام رازی، ابوعبداللہ محمد فخر الدین، تفسیر کبیر (مفاتیح الغیب) 156:1، داراحیاء التراث عربی، بیروت، 1420ھ

6 نفس مصدر

7 الْحَمْدُ، لِأَنَّ فِيهَا ذِكْرَ الْحَمْدِ.(قرطبی، ابوعبداللہ شمس الدین، تفسیر قرطبی 111:1، دارالکتب المصریۃ، قاہرہ، 1384ھ)

8 ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا(5)بَابُ إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا(13)حدیث(850)دار احیاء الکتب العربیۃ، مصر(س۔ن)

9 عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ»(جوزجانی، ابوعثمان سعید بن منصور، التفسیر من سنن سعید بن منصور، كِتَابُ التَّفْسِيرِ، بَابُ تَفْسِيرِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ، حدیث(178)دار الصمیعی للنشر والتوزیع، 1417ھ)

10 امام بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، كِتَابُ الطِّبِّ(80)باب الشُّرُوطِ فِي الرُّقْيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ(34)حدیث(5737)دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ

11 تفسیر کبیر (مفاتیح الغیب) 158:1

12 نفس مصدر

The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.2, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

13 تفسیر کبیر(مفاتیح الغیب)158:1
14 نفس مصدر
15 تفسیر کبیر(مفاتیح الغیب)158:1
16 نفس مصدر159:1
17 تفسیر کبیر(مفاتیح الغیب)156:1
18 تفسیر کبیر(مفاتیح الغیب)198:1
19 تفسیر قرطبی138:1
20 تفسیر کبیر(مفاتیح الغیب)198:1
21 تفسیر قرطبی138:1
22 سورۃالشعراء165:26
23 سورۃالفرقان1:25
24 تفسیر قرطبی138:1
25 تفسیر قرطبی138:1
26 تفسیر قرطبی138:1
27 تفسیر قرطبی138:1
28 جزائری،ابو بکر،أیسر التفاسیر7:1،مطبع وسن اشاعت نامعلوم
29 سورۃآل عمران7:3
30 بغدادی،ابوعبید قاسم بن سلام،الناسخ والمنسوخ فی القرآن العزیز6:1، مکتبۃالرشد،ریاض،1418ھ
31 نفس مصدر
32 سورۃالفتح10:48
33 باجوڑی،محمد عبدالجبار،زمامستعار ژوند"مخزونہ"5:1،تعلیم القرآن توحید آباد،باجوڑ(س۔ن)
34 باجوڑی،محمد عبدالجبار،مقدمہ تفسیر فتح الرحمٰن1:3-5،الہدی پرنٹرز،محلہ جنگی،پشاور،1434ھ
35 قاسمی،پروفیسر واحداللہ،شیخ القرآن والحدیث مولانامحمد عبدالجبار باجوڑی:حیات وخدمات:7،الہدی پرنٹرز،محلہ جنگی پشاور،ستمبر2020ء
36 مقدمہ تفسیر فتح الرحمٰن1:3-5
37 شیخ القرآن والحدیث مولانامحمد عبدالجبار باجوڑی:حیات وخدمات:164
38 سورۃالبقرۃ13:2
39 شیخ القرآن والحدیث مولانامحمد عبدالجبار باجوڑی:حیات وخدمات:164
40 سورۃآل عمران90:3
41 شیخ القرآن والحدیث مولانامحمد عبدالجبار باجوڑی:حیات وخدمات:164
42 سورۃفصلت30:41
43 شیخ القرآن والحدیث مولانامحمد عبدالجبار باجوڑی:حیات وخدمات:164